دل کی بات

"ملک کا نام پاکستان رکھا گیا، لیکن اسے ناپاکستان بنا دیا گیا"...... یہ تبصرہ ملک کے ایک بہت بڑے صحافی بلکہ صحافت کی دنیا میں "پاکستانیت" کے بہت بڑے علمبردار...... مجید نظامی صاحب کی زبان سے حال ہی میں ایک پبلک پلیٹ فارم پر سنا گیا اور اخبارات میں رپورٹ کیا گیا۔ سننے والوں نے معلوم نہیں یہ تبصرہ کس حالت اور کیفیت میں سنا؟ حیرت، رنج یا روا روی میں؟ البتہ بیان کا لہجہ اور لفظ دونوں ہی، کہنے والے کو لاحق کسی اضطراب اور صدمہ کا پتا دیتے ہیں۔ مدیر "نوائے وقت" کا یہ بیان پڑھ کر، ہمیں بھی وہ بہت سے لوگ بہت یاد آئے جنہوں نے بہت دن پہلے، بہت مضطرب ہو کر یہی کہا تھا کہ...... ملک کا نام پاکستان رکھا جائے گا لیکن اسے ناپاکستان بنا دیا جائے گا...... تو تب ایسا کہنے والوں کو بہت سے صدمات اٹھانے پڑے تھے۔ یہ صدمے دینے والے کون تھے؟ نظامی صاحب کو یقیناً یاد ہوں گے۔ یوں بھی پرانے قصے دہرانا، پرانے قضیے نمٹانا، پرانے بدلے چکانا اور گڑے مردے اکھاڑنا "نوائے وقت" کی "پالیسی" میں بھی شامل ہے اور "پلاننگ" کا حصہ بھی! یہ تو خیر جملۂ معترضہ تھا...... ہم کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ موجودہ پاکستان (ناپاکستان) کی صورت حال پر جس اضطراب اور صدمہ کا اظہار، قومی پریس کے ایک اتنے بڑے آدمی کی طرف سے ہوا ہے ہم اس میں برابر کے شریک ہیں۔ بلکہ صمیم قلب سے یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ پاک اس، سننے سے انکاری اور سوچ سمجھ سے عاری قوم کو سچی اور کھری باتیں سننے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں اور گزشتہ سینتالیس سال میں تشکیل پانے والے "جمہوری کلچر" اور "جمہوری مزاج" کی ہلاکت خیزیوں سے نجات کی راہ سجھائیں۔ (آمین)

آج کا "پاکستان" ہم سب کے سامنے ہے۔ ملک کے صدر کو بدعنوانی کا ملزم ٹھہرایا جاچکا ہے۔ صدر صاحب، حکومت کی پوری مشینری اور پروپیگنڈہ کے پورے وسائل سے لیس ہو کر اپنی صفائی پیش کر رہے ہیں اور مسلسل ناکام ہو رہے ہیں۔ صدر کے ذاتی دورۂ امریکہ کو سرکاری حیثیت دے کر کروڑوں روپے کے ملکی سرمایہ کی بربادی کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ جبکہ دورہ، واضح طور پر اپنے مبینہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ ادھر اندرون ملک، مہنگائی اور تاجروں کی ہڑتالوں نے عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا نئے مالی سال کا بجٹ، عوام کے لئے تباہ کن اثرات کے جلو میں، پارلیمنٹ کی منظوری سے مشرف ہو چکا ہے۔ بجٹ میں ۲۷۷ اشیاء پر جنرل سیلز ٹیکس کا نفاذ کر کے اسے خالص "عوامی بجٹ" کی شکل دی گئی ہے۔ جبکہ سندھ کے صوبائی بجٹ میں ذوالفقار علی بھٹو کا "مزار" تعمیر کرنے کے لئے تو ۲۸۰ ملین کی رقم مختص کر دی گئی ہے اور اس کے مقابلے میں بہبود آبادی کی مد میں ۲۲۰ ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ ملک میں امن و امان کی صورتحال ناقابل یقین حد تک ابتر ہو چکی ہے۔ پنجاب میں، پی پی پی کے مرکزی سیکرٹری جنرل کا بیٹا بھی ڈاکوؤں کی گولیوں کا نشانہ بن چکا ہے۔ اور قاتل

ہنوز آزاد ہیں۔ سندھ میں تخریبی کارروائیوں سے نہ عوام محفوظ ہیں، نہ پولیس اور نہ فوج! کراچی میں دینی مدارس کے طلباء کو نشانۂ ستم بنانے کی نئی مہم شروع ہے۔ حکومت کی ترجیحات اور عوامی پالیسیاں پارلیمنٹ میں یوں دیکھی جا سکتی ہیں کہ "اسلامی جمہوریہ" پاکستان کے وزیر خارجہ نے، پاکستان کی شہ رگ..... کشمیر کے بارے میں، قومی اسمبلی میں کھڑے ہو کر اس طرح داد خطابت دی ہے کہ شرم و حیا کا جنازہ نکال دیا ہے۔ وزیر موصوف کے ہاتھوں سے جو اشارے اور زبان سے جو الفاظ سرزد ہوئے، ایک اردو اخبار کی جرأت کے نتیجہ میں، ریکارڈ پر آچکے ہیں۔ لیکن ہمارا قلم اس رپورٹنگ کا کوئی سا جزو بھی دہرانے سے عاجز اور قاصر ہے۔

ادھر پارلیمنٹ میں موجود "علماء کرام" کی سرگرمیاں اپنی جگہ عبرت آموز ہیں۔ "ناموس صحابہ بل" کا غلغلہ جس انداز میں بلند ہوا اور پھر قومی اسمبلی میں جس انداز سے اس بل کی بھد اڑائی گئی، اس میں بہجت و انبساط یا عزت و وقار کا کونسا پہلو نکلتا ہے؟ یہ بغلیں بجانے کا نہیں بغلیں جھانکنے کا مقام ہے۔ اسی پارلیمنٹ میں، وفاقی بجٹ پر بحث کے دوران ایک اقلیتی رکن نے اپنی تقریر "اللہ اور اس کے بیٹے کے نام" سے شروع کی تو "علماء کرام" کا احتجاج کیا تاثر پیدا کر سکا؟ اسلامی نظریاتی کونسل کی چیئرمین شپ کن ہاتھوں میں پہنچی؟..... غرضیکہ سوچتے چلے جائیے تو "اک اضطراب مسلسل، غیاب ہو کہ حضور!" کا سماں پیدا ہوتا چلا جائے گا۔

ایسے میں "اصلاح احوال" اور "تبدیلی" کی باتیں بھی کسی فیشن بلکہ آؤٹ آف ڈیٹ فیشن کا حصہ معلوم ہوتی ہیں۔ اپوزیشن، جن معائب اور معاصی میں حکومت کو مبتلا دیکھتی اور پھر قوم کو دکھلاتی ہے اس کا اپنا دامن بھی ایسی آلودگیوں میں خود کفیل ہے۔ علماء کو..... مزاحمت کی بجائے مفاہمت پر "شرح صدر" حاصل ہو گیا ہے۔ اس لئے.....

اصلاحِ انتظام جہاں، تیری بھول ہے
یاں ہر گدھے کی پیٹھ پر اطلس کی جھول ہے

بقیہ از صلا

یک سبد پر نان ترا بر خرق سر
تو ہمی جوئی لب ناں دربدر

غور فرمائیے مسلمان اسلام سے ہٹتا جارہا ہے اور غیر مسلم اسلام کے قریب تر آرہا ہے۔ خطرہ ہے کہ یہ کہیں اسلام کی حد پھلانگ کر کفر میں نہ چلا جائے اور کافر اسلام کی سرحد میں نہ داخل ہو جائے۔ اللہ نے تو اپنے دین کی حفاظت کرنی ہے خواہ یہ کام مسلمان سے لے یا غیر مسلموں کو ایمان کی توفیق دے کر ان سے لے۔ اس عیسائی عورت کو یہ بات عیسائیت کے بارہ میں لکھنی چاہیئے تھی لیکن اس نے یہ بات اسلام کے بارہ میں لکھی ہے۔

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانوں سے